قائداعظمؒ اور کردار کی تعمیر

محمد حنیف شاہد

قائداعظمؒ کی شخصیت کا گہرائی اور گیرائی سے مطالعہ کرنے سے جو تاثر نمایاں طور پر اُبھرتا ہے وہ ان کے سچے اور پکے مسلمان اور بہت بڑے عاشق رسولؐ ہونے کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ محققین نے ان کی زندگی کے اس اہم پہلو کی طرف توجہ نہیں دی دوسرے لفظوں میں اسے محنت طلب اور مشکل سمجھ کر چھوڑ دیا حقیقت تو یہ ہے کہ قائداعظمؒ کی شخصیت آئینے کی طرح صاف اور شفاف ہے اور یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ قائداعظمؒ نے اپنی بے پناہ اور گوناگوں مصروفیات کے باوجود تقریباً ہر موضوع پر اظہار خیال فرمایا ہے۔ آج کی صحبت میں ہم قائداعظمؒ اور کردار کی تعمیر کے موضوع پر افکار قائداعظمؒ کی روشنی میں بات کرینگے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان کی تعلیم وتربیت، اس کے اخلاق وکردار اور اس کی شخصیت کی پختگی اور عظمت کا دارومدار اس کے آباؤ اجداد، والدین، ماحول اور درس گاہوں پر ہوتا ہے۔ بمبئی گزٹ کی رپورٹ کے مطابق:

> قائداعظم کے آباؤ اجداد راجکوٹ کے خوجہ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے جن کا پیشہ تجارت تھا۔ انہیں مذہب سے والہانہ لگاؤ تھا اور وہ نہایت خلوص سے اسلامی عقائد پر عمل پیرا تھے۔ وہ نہایت صاف ستھرے، متین وسنجیدہ، اعتدال پسند، کفایت شعار، بامروت، عالی ہمت، ٹھنڈے دل ودماغ کے مالک اور باتدبیر تھے۔
>
> قائداعظم اس ورثے کی ایک قابل قدر مثال تھے، بہت عالی ہمت، اولوالعزم، مہم جو، قائدانہ صلاحیت کے حامل، بلند نظر، دوراندیش، متین وفہیم، سنجیدہ، کفایت شعار، ٹھنڈے دل ودماغ کے مالک، باتدبیر اور آگے بڑھنے کا خواہاں خواہ پیشہ وارانہ میدان ہو سیاسی یا جسمانی یا کوئی اور[1]۔

مذکورہ بالا رپورٹ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ قائداعظمؒ نے یہ تمام خوبیاں ورثے میں پائی تھیں اور اُن پر اپنے اسلاف کی گہری چھاپ تھی۔

قائداعظمؒ کی شخصیت اور ان کے کردار کے مطالعہ کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ علامہ اقبال نے ''مردِ مومن'' کا جو تصور پیش کیا ہے، قائداعظمؒ اس کی جیتی جاگتی تصویر تھے اور وہ ان تمام خوبیوں اور اوصاف سے مُتصدق تھے جن کی طرف علامہ اقبال نے اشارہ کیا ہے:

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان، نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

قہاری وغفاری وقدوسی وجبرُوت:
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

قدرت کے مقاصد کا عیار اس کے ارادے
دنیا میں بھی میزان، قیامت میں بھی میزان!
جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان[۲]

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن[۳]

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ قائداعظمؒ کی شخصیت، سیرت اور کردار کے بارے میں کسی نے بھی انگلی نہیں اُٹھائی۔ان کی عظمت کردار کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ اپنے تو کُجا غیر مسلم بھی ان کی تعریف وتوصیف کرتے ہیں۔مسز سروجنی نائیڈو جس نے قائداعظمؒ کی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہیں ''ہندو مسلم اتحاد کا سفیر'' کا خطاب دیا، رقم طراز ہیں:

> اگرچہ بعض راسخ العقیدہ مسلمان انہیں شک کی نظروں سے دیکھتے تھے اور انہیں صحیح العقیدہ سمجھنے سے گریز کرتے تھے لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ مسٹر جناح نے اپنی نجی زندگی اور کردار سے یہ ثابت کر دیا کہ وہ ایک سچے مسلمان ہیں[۴]۔

سر آغا خان نے قائداعظمؒ کو ان کے بے داغ سیرت و کردار کے باعث زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے تحریر کیا:

"Of all the statesmen that I have known in my life, Clemenceau, Liyod George, Churchill, Curzon, Mussolini, Mahatama Gandhi... Jinnah is the most remarkable, none of these men in my view out-shone him in 'STRENGTH OF CHARACTER' and in that almost uncanny combination of proscience and resolution which is statecreft"[5].

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم علامہ شبیر احمد عثمانی کی روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''میں علامہ شبیر احمد عثمانی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ قائداعظم کے ساتھ تعلق خاطر کے دوران انہوں نے دیکھا کہ قائداعظمؒ کا اللہ رب العزت پر ان لاکھوں نام نہاد مذہبی علماء کی نسبت زیادہ پختہ ایمان تھا جو مذہبی ارکان اور ان پر عمل پیرا ہونے کے معاملات میں مین میخ نکالنے میں زندگی گزارتے ہیں''[۶]۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ سر اولاف کرو جو ۱۹۴۶ء اور ۱۹۴۷ء کے دوران صوبہ سرحد کے گورنر رہے،

انہوں نے جنوری ۱۹۵۹ء میں لندن میں منائے جانے والے ''یوم قائداعظمؒ '' کے موقعہ پر قائداعظمؒ کو ''مجدد'' کا خطاب دیا۔ اُنہوں نے فرمایا:

"Jinnah was much more than a politician. Perhaps that is why politicians do not all speak well of him. In Muslim terms he was almost a 'MUJADDID', one of those reformers sent once in a century, as the pious believe, to reinterpret the faith and guide the believers on the true path".[7]

یہ بھی ایک زندہ جاوید حقیقت ہے کہ جب بھی ملت اسلامیہ کے خادموں نے قائداعظمؒ کو ''شہنشاہ پاکستان'' یا ''امیر المومنین'' کے القاب سے خطاب کیا تو انہوں نے منع فرماتے ہوئے کہا۔

''میں اسلام کا خادم ہوں، اور ''میں پاکستان کا سپاہی ہوں''[۸] ''میں کوئی مولوی ہوں نہ دینیات کا عالم اور نہ مجھے یہ ادعا ہے کہ میں اخلاقیات کا فاضل اجل ہوں لیکن مجھے اپنے عقائد کا تھوڑا بہت علم ضرور ہے، اور میں اپنے عقیدے میں راسخ الاعتقاد ضرور ہوں''[۹]

ستمبر ۱۹۴۷ء میں یہ سوال اٹھا کہ آیا قائداعظمؒ کا نام جمعۃ المبارک کے خطبہ میں شامل کیا جائے یا نہیں! چنانچہ روزنامہ ڈان کے نمائندے نے شیخ الہند علامہ شبیر احمد عثمانی صدر جمعیت علمائے اسلام اور رکن مجلس دستور ساز پاکستان سے اس ضمن میں سوال کیا۔ علامہ صاحب موصوف نے جواب میں فرمایا:

"That the tradition dated back from the time of the Umaiyads. The Abbasides were more particular about the inclusion of the name of the Caliphs. According to him the name will automatically come in if the "Khutba" was properly delivered and the spirit of the institution was maintained. And undoubtedly, the Quaid-e-Azam is the head of the Muslim State of Pakistan".[10]

اخلاق سے آدمی بنتا ہے، اخلاق سے اخلاق بڑھتا ہے، اخلاق سے ہی انسان پہچانا جاتا ہے، اسلام ہی مذاہب عالم میں ایک ایسا مذہب ہے جس میں اخلاق و کردار پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے۔ سرورِ کائنات حضور اکرم حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں بہترین اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں''[۱۱]

حضرت عائشہؓ نے اپنے اس قول میں حضور اکرمؐ کے اخلاق کی بہترین تعریف فرمائی ہے:

''قرآن آپ کا اخلاق تھا''

امام احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، داری اور ابن جریر نے تھوڑے سے لفظی اختلاف کے ساتھ یہ قول متعدد سندوں سے نقل کیا ہے:

''رسول اللہؐ نے دنیا کے سامنے محض قرآن کی تعلیم ہی پیش نہیں کی تھی بلکہ اس کا مجسم نمونہ بن کر دکھا دیا تھا''[۱۲]

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اور بے شک تُم اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہو''[۱۳]

اور سورۃ احزاب میں اس طرح ارشاد ہوتا ہے:

''درحقیقت تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ تھے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کا امیدوار ہو''[۱۴]

عشقِ رسالت مآبؐ کے حوالے سے قائداعظمؒ کی زندگی کا سب سے پہلا واقعہ جو ہمیں ملتا ہے وہ ۱۸۹۲ء کا ہے جب آپ قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے لنکنز اِن میں داخلہ لیتے ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں انہوں نے کراچی میں وکیلوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''ایک مسلمان کی حیثیت سے میرے دل میں رسول اکرمؐ کی جن کا شمار دنیا کے عظیم ترین مدبّروں میں ہوتا ہے، بہت عزت تھی۔ ایک دن اتفاقاً میں لنکنز اِن گیا۔ میں نے دروازے پر ''پیغمبرؐ اسلام'' کا نام مبارک کھُدا دیکھا۔ میں لنکنز اِن میں داخلہ لے لیا کیونکہ اس کے صدر دروازے پر آنحضرتؐ کا نام مبارک دنیا کے عظیم قانون سازوں میں سرفہرست لکھا تھا''[۱۵]

قائداعظمؒ ملتِ اسلامیہ کے تمام دکھوں کا مداوا اور تمام مشکلات کا حل سرکارِ دو عالم حضور اکرم ﷺ کی ذات بابرکات کے اسوۂ حسنہ میں سمجھتے تھے۔ ان کا ایمان تھا کہ حضور اکرمؐ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے سے ہمارے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے متعدد مقامات پر اس قسم کے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو شاہی دربار سبّی بلوچستان میں تقریر کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے فرمایا:

''میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اس اسوۂ حسنہ پر چلنے میں ہے، جو ہمیں قانون عطا کرنے والے پیغمبر اسلامؐ نے ہمارے لئے بنایا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی تصورات اور اصولوں پر رکھیں''[۱۶]

قائداعظمؒ نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں کئی بار کردار کی تعمیر اور عظمت کردار پر زور دیا ہے وہ بلاشک وشبہ آقائے

نامدار رسول اکرم ﷺ کی روشن اور ایمان افروز تعلیمات کا پرتو ہے۔

افسوس ہے کہ ہمارے ہاں، موجودہ دور میں مجالس قانون ساز میں بھیجے جانے والے احباب کی سیرت و کردار اور دیگر کوائف کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی جو قائداعظمؒ کی نظر میں تھی اور اراکین مجالس قانون ساز کے لئے جسے وہ لازمی اور لابدی سمجھتے تھے۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۷ء کو شملہ میں مسلمانوں کے ایڈریس کے جواب میں ایک بیان میں قائداعظمؒ نے فرمایا:

> ''ہم مجالس قانون ساز میں ایسے اشخاص بھیجنا چاہتے ہیں جو وطن پرست ہوں، خادم ملت اور آزادی خواہ ہوں ۔۔۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس نامرغوب، عنصر کو قومی زندگی کے وجود سے نکال دیا جائے تاکہ ملی زندگی کی راہنمائی صرف ایسے اشخاص کے ہاتھ میں رہے جو صحیح معنوں میں آزادی خواہ اور خوددار ہوں اور ان کے کردار اور گفتار ایک ہوں'' ۱۷

ہم دیکھتے ہیں کہ سر اولاف کرو قائداعظمؒ کو ''مجدّد'' کا درجہ دیتے ہیں، اور ان مصلحین اور ریفارمرز میں شمار کرتے ہیں جو صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

سر اولاف کرو کا یہ بھی بیان ہے کہ ایسے مصلح اسلام کی ''نشاۃ ثانیہ'' کے لئے مساعی جمیلہ کرتے ہیں اور مسلمانوں کی صراط مستقیم پر عمل پیرا ہونے کی رہنمائی کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا اقتباسات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ قائداعظمؒ سیرت و کردار کے بلند مقام پر فائز تھے، وہ ایک سچے اور پکے مسلمان اور پیغمبرؐ اسلام کے گرویدہ شیدا تھے، رسول اکرمؐ کے عاشق ہونے کے ناطے مسلمانوں کو سیرت و کردار کے لحاظ سے ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز دیکھنے کے خواہاں اور متمنی تھے اور نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی زندگی میں ایسے اشخاص کا چناؤ پسند کرتے تھے جو محب وطن، خادم ملت، خوددار اور صاحب کردار اور گفتار ہوں اور جن کا ظاہر اور باطن ایک ہو۔ ان کی انتہائی خواہش تھی کہ ہر شعبۂ زندگی میں ایسے افراد متعین ہوں جن کا کردار اور گفتار ایک ہوں۔

طلبہ جنہیں قائداعظمؒ ''قوم کے معمار''، ''قوم کی ریڑھ کی ہڈی'' اور ''قوم کا مغز'' سمجھتے تھے، ان کی دلی تمنا تھی کہ صاحب اخلاق اور اعلیٰ کردار کے حامل ہوں۔ انہوں نے بیسیوں مرتبہ ان سے خطاب فرمایا بلکہ میرا خیال ہے کہ انہوں نے سب سے زیادہ طلبہ سے خطاب فرمایا اور عظمت کردار، دنیا میں سب سے بڑی چیز اخلاق، احترام نفس، خودارادیت، قوت ارادی، قوت عمل، قوت کردار، نظم و ضبط، اتحاد اور اپنانے کی موقع بہ موقع بڑی خوش اسلوبی اور بڑے احسن طریقے سے تلقین کی۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو لاہور میں طلبہ سے خطاب کے دوران انہیں عظمت کردار اور مجاہدانہ جذبہ کی خوبیوں سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

> ''تعمیر پاکستان کی راہ میں مصائب اور مشکلات کو دیکھ کر نہ گھبرائیں۔ نومولود اور تازہ وارد اقوام کی تاریخ کے متعدد ابواب ایسی مثالوں سے بھرے پڑے ہیں کہ ایسی قوموں نے محض قوت ارادی، توانائی، عمل اور عظمت کردار

سے کام لے کر خود کو بلند کیا۔

آپ خود بھی فولادی قوت ارادی کے مالک اور عزم وارادے کی دولت سے مالا مال ہیں۔

مجھے تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ آپ تاریخ میں وہ مقام حاصل نہ کریں جو آپ کے آباؤ اجداد نے حاصل کیا تھا۔آپ کو صرف مجاہدوں جیسا جذبہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔[18]

اسلامیہ کالج لاہور کے جلسۂ تقسیم اسناد کی تقریب کے موقع پر ۲ مارچ ۱۹۴۰ء کو اخلاق کی قدر و قیمت اور افادیت کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے فرمایا:

''میری سب سے بڑی آرزو اور تمنا یہ ہے کہ میں اپنی قوم کی خدمت کروں۔دنیا میں سب سے بڑی چیز اخلاق ہے۔اگر تم میں یہ نہ ہو تو تمہاری تعلیم تمہاری عقل، تمہاری لیاقت کچھ اہمیت نہیں رکھتی۔اپنے لئے ایک اصول بنالو اور اس پر قائم رہو۔اس کے بعد اگر مصائب اور تکالیف کے پہاڑ بھی تم پر ٹوٹیں تو تم اپنے اصول سے سرمو انحراف نہ کرو۔زندگی نام ہے ایک مسلسل جدو جہد کا، اس کا حسن اسی سے قائم ہے بعض نوجوان چاہتے ہیں کہ دنیا کی حسین چیزیں نہایت آسانی سے حاصل کرلیں، مسلسل محنت اور مطالعے سے ہی تم کامیابی حاصل کرسکتے ہو''[19]

اسی طرح ۲ مارچ ۱۹۴۱ء کو اسلامیہ کالج کے طلبہ سے خطاب کے دوران قومی تعمیر کے موضوع پر یوں اظہار خیال فرمایا:

''اعلیٰ اور بلند کیریکٹر (اخلاق) پیدا کرو کیونکہ انسان کے لئے سب سے ارفع اور اعلیٰ چیز اخلاق (کیریکٹر) ہے لہٰذا مضبوط کیریکٹر اور راسخ عقائد پیدا کرو کیونکہ آئندہ کی قومی تعمیر کا انحصار تم پر ہے تمہارا اخلاق ایسا ہونا چاہئے جس پر مادرِ وطن و علم کو فخر ہو''[20]

۱۷ جنوری ۱۹۴۵ء کو سر للو بھائی لاء کالج کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے اخلاق اور دوسرے پسندیدہ پہلوؤں پر یوں روشنی ڈالی:

''شعبۂ قانون کی منزلت، دیانتداری، اخلاق اور دیرینہ روایات کو قائم رکھنے کی کوشش کیجئے۔آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آپ ایک باعزت پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں۔انسان کا مقصد صرف دولت کمانا ہی نہیں بلکہ اس کو ہمیشہ اپنے اصولوں اور روایات کی حفاظت کرنی چاہئے''[21]۔

جون ۱۹۴۵ء میں ہفت روزہ ''سعادت'' کے اجراء پر پیغام میں قائداعظم نے فرمایا:

''مسلمانوں کو اب یہ معلوم ہونا چاہئے کہ پاکستان ہماری طاقت سے حاصل ہوگا اور وہ طاقت ہے ہمارا اتحاد، تنظیم، ڈسپلن اور کیریکٹر۔ان خصائص کی نشوونما اور حصول کسی قوم کو صحت منداور مضبوط بناتا ہے۔کوئی قوم اس وقت تک آزاد نہیں ہوسکتی یا اپنی آزادی برقرار نہیں رکھ سکتی جب تک اس کی تنظیم میں انتشار ہو، اس کا

ڈسپلن کمزور اور اس کے عوام پست ہمت ہوں۔ لگاتار محنت اور قربانی کے لئے آمادگی کے بغیر آج ہم زندگی اور موت کی جدوجہد میں کامیابی کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتے ایک مضبوط تنظیم اور ڈسپلن کے بغیر ہماری قوت مدافعت کسی وقت ختم ہوسکتی ہے۔۔۔ ہمارا شاندار ماضی اور قابل فخر روایات اور اسلام کے بنیادی اصول ہمیں غیر ملکی غلامی اور ہندو کے رام راج کے خلاف بغاوت پر آمادہ کرتے ہیں اور ہماری آزادی حقیقی طور پر قیام پاکستان میں ہے۔۔۔ تمہارا ماٹو اتحاد، تنظیم اور ڈسپلن ہے''[۲۲]

۲۴ مارچ ۱۹۴۶ء کو اسلامیہ کالج لاہور کے جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر صدارتی خطبہ میں قائداعظمؒ نے سیرت اور کردار کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا:

''اپنے نصب العین کے حصول کے لئے زبردست کیریکٹر (کردار) کی ضرورت ہے کسی آدمی کے کھرے کھوٹے کی پہچان زندگی کے ہر شعبہ میں اس کے معیار اخلاق اس کے اصولوں اور عناصر پر مبنی ہے۔ جس کو ہم کردار یا سیرت کہتے ہیں۔ سیرت سے مراد کئی نوع کی خصوصیات ہیں۔ احترام نفس اور خودداریت کا اعلیٰ ترین معیار اس میں داخل ہے یعنی انسان دنیاوی غرض کی خاطر اپنے اصول کو فروخت نہ کرے۔ قومیں اپنی خصوصیات سے مرکب ہیں۔ آزمائش کے وقت اگر آپ اپنی خصوصیات کو برقرار رکھتے ہیں تو پھر دنیا کی کوئی طاقت آپ کو نہیں مٹا سکتی۔

مجھ پر یقین رکھو کہ موجودہ رکاوٹیں، اور مشکلات ''رحمت'' سے مرکب ہیں یہ مشکلات ہمیں آگ اور خون سے گزرنے کے لئے تیار کردیں گی ہم اپنی آزادی کی جنگ کو کامیابی سے چلا سکیں گے! آج تک دنیا کی کسی قوم نے ایثار اور قربانی کے بغیر کوئی چیز حاصل نہیں کی۔ ہم اس بارے میں کیونکر مستثنیٰ قرار دئے جاسکتے ہیں۔

مصیبت یہ ہے کہ ہمارے اخلاق کے انحطاط کا باعث ہماری انفرادی زندگی رہی ہے۔ انفرادیت کو قومی مفاد میں جذب کردینا چاہئے۔ آج ہم دنیا کی منظم ترین قوم ہیں اگر نیک نیتی سے کام کریں تو آپ کو بلاشبہ کامیابی حاصل ہوگی''[۲۳]۔

۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو لاہور کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے ''اخلاق'' اور ''شہادت'' جیسی ارفع خوبیوں کا اس طرح تذکرہ فرمایا:

''اپنا اخلاق ہر صورت میں بلند رکھو۔ موت سے نہ ڈرو۔ ہمارا مذہب ہی سکھاتا ہے کہ ہمیں موت کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔ اسلام اور پاکستان کی عزت کے لئے اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نجات نہیں ہوسکتا کہ وہ صداقت کی خاطر شہید کی موت مرجائے''[۲۴]۔

پہلی کل پاکستان تعلیمی کانفرنس کراچی کے لئے ۲۷ نومبر ۱۹۴۷ء کے پیغام میں قائداعظمؒ نے ''کردار کی تعمیر'' پر اس طرح روشنی ڈالی:

''سب سے پہلے ہمیں آنے والی نسلوں کے کردار کی تعمیر کرنی ہے یعنی نیک نامی، دیانتداری، بے لوث قومی خدمت اور احساس ذمہ داری کے شعور کی نشوونما۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم آنے والی نسلوں کو پورے طور پر اس قابل بنا دیں کہ وہ اقتصادی زندگی کے مختلف شعبوں میں اس طرح حصہ لیں جو پاکستان کے لئے باعث عزت ہوں''[۲۵]۔

اسلامیہ کالج پشاور کے سپاس نامے کے جواب میں ۱۲ اپریل ۱۹۴۸ء کو ''کردار کی تعمیر'' پر زور دیتے ہوئے قائداعظمؒ نے ارشاد فرمایا:

''اب آپ کے فرائض یہ ہیں: اپنے درمیان نظم وضبط کا زبردست شعور پیدا کریں۔ اپنے کردار کی تعمیر کریں۔ تخلیقی عمل کے لئے پیش قدمی کرنا سیکھیں اور ٹھوس تعلیم حاصل کریں''[۲۶]۔

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے پھر ''کردار کی تعمیر'' اور اس کی اہمیت اور قدر و قیمت کا یوں اظہار فرمایا:

''ذمہ داری اور فرض کا احساس کیجئے اور اسے پیدا کرنے کی پوری پوری کوشش کیجئے۔ کردار کی تعمیر کیجئے۔ یہ تمام ڈگریوں سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ صرف ڈگریاں حاصل کرنا اور کردار نہ بنانا محض وقت کا ضیاع ہے آپ کو چاہئے کہ اپنی عزت کے احساس کی نشوونما بھی کریں''[۲۷]۔

پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے وفد سے ملاقات کے دوران خطاب میں قائداعظمؒ نے اخلاقی اور روحانی قوت کا اس طرح تذکرہ فرمایا:

''نہیں! ایسا مت کہئے۔ براہ کرم ایسے خیالات کی پُر زور تردید کیجئے۔ میں تو ایک معمولی گنہگار مسلمان ہوں۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا خاص فضل واحسان ہے کہ اس نے مجھے مسلمانوں کی خدمت کی توفیق بخشی ہے اور ہماری مساعی کو کامیابی سے سرفراز فرمایا ہے۔ میں کوئی پیر یا عالم نہیں ہوں۔ یہ صرف اللہ کا احسان ہے کہ اس نے لوگوں کے دلوں میں میرے لئے اس قدر عقیدت اور ارادت پیدا کردی ہے کہ کوئی بڑا پیر یا عالم میرے خلاف کوئی بات کہے تو اس کے مرید اور عقیدت مند اسے خانقاہ یا مسجد سے نکال دیں۔ بہرحال یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے مسلمانوں کی خدمت کے لئے اور نجات کے لئے منتخب فرمایا۔

میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اندر ایسی صفات پیدا کریں جو خدا کو پسند ہوں اور خدا کے بندوں کے لئے مفید ہوں اور اس طرح خدا آپ لوگوں کی بھی ملک وقوم کی خدمت کے لئے منتخب فرمائے!

اس کے لئے لازم ہے کہ آپ اپنے اندر خلوص پیدا کریں، بے لوثی اور صداقت سے کام لیں۔ راست کرداری اور راست گفتاری سے آپ کے اندر اخلاقی اور روحانی قوت پیدا ہوگی۔ اس طرح آپ ملک وقوم کی خدمت کی سعادت بھی حاصل کریں گے اور اللہ بھی آپ کو اپنے مقبول بندوں میں شامل کرے گا''[۲۸]۔

حوالہ جات

۱۔ Bombay Gazetter, Volume No. 9, Part 2.

۲۔ ڈاکٹر محمد اقبال، کلیاتِ اقبال اردو (ضربِ کلیم)، لاہور شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۳ء ص ۵۲۲۔

۳۔ ایضاً حوالہ مذکور، ص ۵۰۷۔

۴۔ Tributes to Quaid-e-Azam, edited by Muhammad Hanif Shahid. Lahore, Sang-e-Meel Publications, 1976, P.47.

۵۔ قائداعظم کا پیغام طلبہ کے نام، مرتبہ محمد حنیف شاہد، لندن، انٹرنیشنل اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ۱۹۹۴ء ص ۵۹۔

۶۔ Tributes to Quaid-e-Azam, edited by Muhammad Hanif Shahid. Lahore, Sang-e-Meel Publications, 1976, P.150.

۷۔ Quaid-e-Azam As Seen By His Contemporaries, edited by Jamil-ud-din Aymad, Lahore, Publishers United, 1956, p.228.

۸۔ Speeches of Mr. Jinnah; 1947-1948, compiled by Jamil-ud-din Ahmad, Lahore, Shaikh Muhammad Ashraf, 1956, p.132 and Evolution of Muslim Political Thought in India; Volume 6; Freedom At Last. Edited by A.M. Zaidi, New Delhi, Indian Institute of Aplplied Political Research; S. Chand & Co., 1979, pp. 236-37, see also Quaid-e-Azam As Seen By His Contemporaries compiled by Jamil-ud-din Ahmad, Lahore, Publishers United, 1956, pp. 92-93. See also Quaid-e-Azam As I Knew Him, by M.A.H. Ispahani, Karachi, Elite Publishers, 3rd Edition, 1976, p.102.

نیز ملاحظہ ہو اسلام اور قائداعظم مؤلفہ محمد حنیف شاہد، لندن، انٹرنیشنل اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ۱۹۹۱ء، ص ص ۴۱۔۴۲۔

۹۔ ایضاً، ص ۳۵۔

۱۰۔ Tributes to Quaid-e-Azam, edited by Muhammad Hanif Shahid,

Lahore, Sang-e-Meel Publications, 1976, pp.207-208.

۱۱۔ Al-Hadis; an English Translation & Commentary of Mishket -ul - Masabih, by M. Fazlul Karim, Book iv, Lahore, The book House, n.d., p.275.

۱۲۔ تفہیم القرآن مؤلفہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، جلد ششم، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، ۱۹۷۷ء، حاشیہ ۴، ص ۵۹۔

۱۳۔ قرآن کریم: سورۃ القلم ۴:۶۸۔

۱۴۔ تفہیم القرآن مؤلفہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، جلد ۴، لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، ۱۹۸۸ء، سورۃ الاحزاب، ۲۱:۳۳، ص ۸۰۔

۱۵۔ اسلام اور قائداعظمؒ مؤلفہ محمد حنیف شاھد، لندن، انٹرنیشنل اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ۱۹۹۱ء ص ۳۱۔

۱۶۔ ایضاً، ص ۳۲۔

۱۷۔ گفتار قائداعظمؒ مرتبہ احمد سعید، اسلام آباد، قومی کمیشن برائے تحقیق تاریخ وثقافت، ۱۹۷۶ء، ص ۱۷۲۔

۱۸۔ قائداعظمؒ کا پیغام طلبہ کے نام، مرتبہ، محمد حنیف شاھد، لندن، انٹرنیشنل اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ۱۹۹۴ء، ص ۸۵۔

۱۹۔ بحوالہ مذکور، ص ۹۷ و گفتار قائداعظمؒ، ص ۲۵۹۔

۲۰۔ بحوالہ مذکور، صف ۱۰۸، بحوالہ تحریک پاکستان میں اسلامیہ کالج لاہور کا کردار، مؤلفہ محمد حنیف شاھد، ص ۱۵۲۔

۲۱۔ گفتار قائداعظمؒ، مرتبہ، احمد سعید، ص ۲۷۸۔

۲۲۔ بحوالہ مذکور، ص ۲۸۲۔

۲۳۔ قائداعظمؒ کا پیغام طلبہ کے نام، مرتبہ، محمد حنیف شاھد، ص ص ۱۴۷۔۱۴۸۔

۲۴۔ ایضاً، ص ۱۵۳۔

۲۵۔ ایضاً، ص ۱۵۵۔

۲۶۔ ایضاً، ص ۱۷۲۔

۲۷۔ ایضاً، ص ص ۱۷۷۔۱۷۸۔

۲۸۔ ایضاً، ص ص ۱۷۸۔۱۷۹۔